اسلام میں زوجین کے حقوق (۲)

تالیف: الشیخ محمود احمد یاسین
ترجمہ و تلخیص: حافظ محمد زبیر ☆

بیوی کے شوہر پر حقوق

یہاں بھی ہم دس حقوق پر اکتفا کریں گے' تاکہ غیر ضروری طوالت سے بچا جا سکے۔ اس سے پہلے کہ ہم اِن حقوق کا آغاز کریں' ہم یہ بات عورت اور اس کے اولیاء کے لیے بطورِ نصیحت ذکر کیے دیتے ہیں کہ انہیں اپنی بیٹی کے لیے اچھے اخلاق کے مالک' دین دار' مؤدب' سمجھ دار اور تربیت یافتہ شوہر کا انتخاب کرنا چاہیے۔ انہیں شہرت' مال کی محبت اور جمال کے دھوکے میں نہیں پڑنا چاہیے اور انہیں چاہیے کہ اس معاملے میں جلدی اور عجلت پسندی سے کام نہ لیں۔ یہ دس حقوق درج ذیل ہیں:

① حق مہر کی ادائیگی

عورت کا اُس کے شوہر پر پہلا حق یہ ہے کہ وہ اُس کا مہر پورا پورا ادا کرے۔ امام طبرانیؒ نے ''المعجم الصغیر'' اور ''المعجم الاوسط'' میں روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((اَیُّمَا رَجُلٍ تَزَوَّجَ امْرَاَۃً عَلٰی مَا قَلَّ مِنَ الْمَھْرِ اَوْ کَثُرَ ' لَیْسَ فِیْ نَفْسِہٖ اَنْ یُؤَدِّیَ اِلَیْھَا حَقَّھَا لَقِیَ اللّٰہَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَھُوَ زَانٍ))

''جس شخص نے بھی کسی عورت سے شادی کی اور اس کے لیے تھوڑا یا زیادہ مہر مقرر کیا' لیکن اس کے جی میں اُس کا حق مہر ادا کرنے کا ارادہ نہ تھا تو قیامت کے دن وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ وہ زانی ہوگا۔''

☆ ریسرچ فیلو' شعبہ تحقیق اسلامی' قرآن اکیڈمی لاہور

اسی طرح امام بیہقیؒ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا ہے کہ:

((مِنْ اَعْظَمِ الذُّنُوْبِ عِنْدَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ رَجُلٌ تَزَوَّجَ امْرَاَةً ' فَلَمَّا قَضٰی حَاجَتَهٗ مِنْهَا طَلَّقَهَا وَذَهَبَ بِمَهْرِهَا))

''اللہ تعالیٰ کے ہاں یہ بات عظیم ترین گناہوں میں شمار ہوتی ہے کہ کوئی مرد کسی عورت سے نکاح کرے' پھر جب اپنی خواہش پوری کر لے تو اُس کو طلاق دے دے اور اس کا حق مہر لے اُڑے۔''

② عورت پر معروف (رواج) کے مطابق خرچ کرنا

شوہر کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنی بیوی کے ساتھ احسان وحسن سلوک کرے۔ اس کو خرچہ دے' اس کی ضروریات کا خیال رکھے' اس کے کپڑوں کا دھیان کرے' اس کے ساتھ خوش دلی سے معاملہ کرے اور بات میں نرمی اختیار کرے۔ کیونکہ اِن باتوں کے بارے میں شوہر سے سوال ہوگا۔ جیسا کہ حدیث میں ہے:

((اِنَّ اللّٰهَ سَائِلٌ كُلَّ رَاعٍ عَمَّا اسْتَرْعَاهُ اَحَفِظَ اَمْ ضَيَّعَ؟ حَتّٰى يُسْاَلَ الرَّجُلُ عَنْ اَهْلِ بَيْتِهٖ))(۲۰)

''بے شک اللہ تعالیٰ ہر نگہبان (ذمہ دار) سے اس کی رعایا کے بارے میں پوچھنے والا ہے کہ کیا اس نے اپنی ذمہ داری پوری طرح سے ادا کی یا اسے ضائع کر دیا؟ یہاں تک کہ آدمی سے اس کے گھر والوں کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔''

اسی طرح ابوداوٗدؒ نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں:

((كَفٰى بِالْمَرْءِ اِثْمًا اَنْ يُّضَيِّعَ مَنْ يَّقُوْتُ))(۲۱)

''کسی آدمی کے گناہ گار ہونے کے لیے اتنی ہی بات کافی ہے کہ وہ جس کا ذمہ دار ہے اس کو ضائع کر دے۔''

اور شوہر پر لازم ہے کہ وہ بیوی پر خرچ کرنے میں بخل سے کام نہ لے اور نہ ہی اسراف کرے' بلکہ میانہ روی اختیار کرے۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا ۚ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ﴾ (الاعراف)

''اور کھاؤ پیو' لیکن فضول خرچی سے کام نہ لو' بے شک اللہ تعالیٰ فضول خرچی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔''

اللہ کے رسول ﷺ نے عورتوں کے بارے میں وصیت کی ہے اوران کے ساتھ حسنِ سلوک کی ترغیب دی ہے۔جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ﴾ (النساء:١٩)

''اوراُن کے ساتھ بھلے طریقے سے زندگی گزارو۔''

پس شوہر کے لیے لازم ہے کہ وہ بیوی کے ساتھ اچھے طریقے سے زندگی گزارے اور نان نفقہ دینے میں اس کے ساتھ احسان کا رویہ اختیار کرے۔سنن ترمذی اور سنن ابن ماجہ کی حدیث ہے' جسے امام ترمذی نے حسن صحیح کہا ہے' کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا:

((اَلَا وَاسْتَوْصُوْا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا' فَاِنَّمَا هُنَّ عَوَانٌ عِنْدَكُمْ))(٢٢)

''خبردار! عورتوں کے بارے میں بھلائی کی وصیت قبول کرو' بے شک وہ تمہارے پاس قیدیوں کی طرح ہیں۔''

یہاں تک کہ آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا:

((اَلَا وَحَقُّهُنَّ عَلَيْكُمْ اَنْ تُحْسِنُوْا اِلَيْهِنَّ فِيْ كِسْوَتِهِنَّ وَطَعَامِهِنَّ))(٢٣)

''سنو! تمہاری عورتوں کا تم پر یہ حق ہے کہ تم ان کے ساتھ کھانے اور پہننے کے ضمن میں احسان کا معاملہ کرو۔''

ابوداؤد اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں ذکر کیا ہے کہ حضرت حکیم بن معاویہ القشیری اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضور اکرم ﷺ سے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! ہماری بیویوں کا ہم پر کیا حق ہے؟ تو آپؐ نے فرمایا:

((اَنْ تُطْعِمَهَا اِذَا طَعِمْتَ وَتَكْسُوْهَا اِذَا اكْتَسَيْتَ —— اَوِ اكْتَسَبْتَ —— وَلَا تَضْرِبِ الْوَجْهَ وَلَا تُقَبِّحْ))(٢٤)

''یہ کہ تُو اس کو کھلائے جو تو خود کھائے اور اس کو پہنائے جو تو خود پہنے' اور اس کے چہرے پر نہ مار اور نہ اسے برا بھلا کہہ۔''

میں تو یہاں تک کہتا ہوں کہ اگر وہ اس پر خرچ کرنے میں بخل سے کام لے تو عورت اپنی اور اولاد کی ضرورت کے مطابق اس کے مال سے بغیر اجازت لے سکتی ہے۔رسول اللہ ﷺ کا قول ابوسفیان کی بیوی ہندہ کے لیے تھا کہ:

((خُذِيْ مَا يَكْفِيْكِ وَوَلَدَكِ بِالْمَعْرُوْفِ))(٢٥)

''تو معروف طریقے سے اتنا مال اپنے خاوند کے مال سے لے لے جو تجھے اور

تیرے بچوں کو کفایت کر جائے۔''

بیوی کے ساتھ احسان میں یہ بھی شامل ہے کہ بیوی کو چھوڑ کر شوہر دعوتیں نہ اڑاتا پھرے' بلکہ بیوی کو بھی اپنے ساتھ عمدہ ولذیذ کھانوں میں شریک کرے۔ امام محمد بن سیرینؒ کہتے ہیں کہ ''میں یہ بات پسند کرتا ہوں کہ آدمی ہر جمعہ کو اپنے گھر والوں کے لیے حلوہ (سویٹ ڈش) تیار کرے۔''

اس قسم کے کام عرف و عادت اور معاشرے کے رسم و رواج کے مطابق شوہروں کو کرتے رہنا چاہئیں۔ جب بھی شوہر کھانا کھائے اپنے اہل و عیال کو اکٹھا کر کے ایک ہی دسترخوان پر کھانا کھائے۔

امام سفیان ثوریؒ کہتے ہیں:

''ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے فرشتے اس گھر پر رحمتیں بھیجتے ہیں جو اکٹھے بیٹھ کر کھانا کھاتے ہیں''۔

میں یہ کہتا ہوں کہ اکٹھے بیٹھ کر کھانا کھانے میں برکت ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا بھی قول ہے:

((فَاجْتَمِعُوْا عَلٰى طَعَامِكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ يُبَارَكْ لَكُمْ فِيْهِ))(۲۶)

''اپنے کھانے پر اکٹھے ہو جایا کرو' تمہارے لیے اس میں برکت ڈال دی جائے گی۔''

اور یہ بات بھی آداب میں داخل ہے کہ شوہر اپنی بیوی کو بقیہ کھانا صدقہ کرنے کا حکم دے' اور ایسا کھانا کہ جو اگر چھوڑ دیا جائے تو خراب ہونے کا اندیشہ ہو' اُس کو بھی صدقہ کرے۔ مزید یہ کہ روٹی کے ٹکڑوں کو اکٹھا کرے' انگلیوں اور برتن کو چاٹ کر صاف کرے اور پلیٹ میں کھانا باقی نہ چھوڑے۔ اور مرد کو اس بات کی امید رکھنی چاہیے کہ اپنی بیوی اور اپنے خاندان کے دوسرے افراد پر جو وہ خرچ کرتا ہے اسے اس کا اجر ملے گا۔ وہ جب بھی گھر والوں پر خرچ کرے تو فرض کی ادائیگی کی نیت کرے' تاکہ اللہ کے حکم پر عمل ہو سکے اور اپنے گھر والوں کو دوسروں کی محتاجی سے بچا سکے۔ امام مسلمؒ نے ابومسعودؓ سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اِنَّ الْمُسْلِمَ اِذَا اَنْفَقَ عَلٰى اَهْلِهٖ نَفَقَةً وَهُوَ يَحْتَسِبُهَا كَانَتْ لَهٗ صَدَقَةً))(۲۷)

''جب مسلمان اپنے اہل و عیال پر کچھ خرچ کرے اور ثواب کی امید رکھے تو یہ

اُس کے لیے صدقہ ہوگا۔''

اسی طرح امام مسلمؒ نے یہ بھی نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((دِیْنَارٌ اَنْفَقْتَہٗ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَدِیْنَارٌ اَنْفَقْتَہٗ فِیْ رَقَبَۃٍ وَدِیْنَارٌ تَصَدَّقْتَ بِہٖ عَلٰی مِسْکِیْنٍ وَدِیْنَارٌ اَنْفَقْتَہٗ عَلٰی اَھْلِکَ اَعْظَمُھَا اَجْرًا الَّذِیْ اَنْفَقْتَہٗ عَلٰی اَھْلِکَ))[۲۸]

''ایک دینار وہ ہے جو تم اللہ کے راستے میں خرچ کرتے ہو اور ایک دینار وہ ہے جو تم کسی غلام کو آزاد کرانے کے لیے خرچ کرتے ہو اور ایک دینار وہ ہے جو تم کسی مسکین پر خرچ کرتے ہو اور ایک دینار وہ ہے جو تم اپنے اہل وعیال پر خرچ کرتے ہو۔ ان میں سب سے زیادہ اجر اُس دینار کا ہے جو تم اپنے اہل وعیال پر خرچ کرتے ہو۔''

اور جو کوئی اللہ کی رضا کے لیے اپنی بیوی اور گھر کے افراد پر خرچ کرتا ہے اسے چاہیے کہ وہ اپنی بیوی کو ایسا لباس خرید کر نہ دے جو کہ قومی اقدار کا آئینہ دار اور سنجیدہ لباس نہ ہو اور اپنی بیوی کو مغربی طرز کے مختصر' باریک' چمکدار اور بھڑکیلے لباس سے منع کرے' کیونکہ ایسے لباس کا خریدنا آخرت میں عذاب کا باعث ہے اور دنیا میں اپنے وطن سے غداری کے مترادف ہے۔

③ بیوی پر حلال طریقے سے خرچ کرنا

شوہر کو جن باتوں کا بہت زیادہ خیال رکھنا چاہیے اُن میں یہ بھی ہے کہ وہ اپنی اہلیہ اور گھر کے باقی افراد پر حلال اور پاکیزہ طریقے سے رزق کما کر خرچ کرے۔ اس کے لیے جائز نہیں ہے کہ اپنے بیوی بچوں کے لیے وہ گناہ اور بدنامی کے دروازے کھولے۔ اگر وہ ایسا کرے گا تو اپنے اوپر بھی اور ان کے اوپر بھی ظلم کرے گا۔ حرام دنیا میں شرمندگی اور آخرت کی تباہی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

((لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ لَحْمٌ نَبَتَ مِنْ سُحْتٍ اَلنَّارُ اَوْلٰی بِہٖ))[۲۹]

''وہ جسم جنت میں ہرگز داخل نہ ہوگا جو کہ حرام سے پروان چڑھا۔ اس کے لیے آگ زیادہ بہتر ہے''۔

اور قرآن مجید میں ہے:

﴿یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَکُمْ وَاَھْلِیْکُمْ نَارًا وَّقُوْدُھَا النَّاسُ وَالْحِجَارَۃُ عَلَیْھَا مَلٰٓئِکَۃٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا یَعْصُوْنَ اللّٰہَ مَاۤ اَمَرَھُمْ وَیَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ ۝﴾ (التحریم)

''اے اہل ایمان! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اُس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے' اس آگ پر ایسے فرشتے مقرر ہیں جو کہ سخت اور تند خو ہیں' وہ اللہ کی نافرمانی نہیں کرتے اس کام میں جس کا وہ ان کو حکم دے' اور جس کا ان کو حکم دیا جاتا ہے اسے وہ بجالاتے ہیں۔''

اور صحیحین میں حضرت ابن عمرؓ کی حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَلَا كُلُّكُمْ رَاعٍ وَّكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ))(۳۰)

''خبردار! تم میں سے ہر ایک ذمہ دار ہے اور ہر ایک سے اس کی رعایا کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔''

صحیح بخاری میں یہ الفاظ بھی ہیں:

((وَالرَّجُلُ رَاعٍ فِيْ اَهْلِ بَيْتِهٖ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ))

''اور آدمی اپنے اہل وعیال کا ذمہ دار ہے اور اس سے اپنی رعایا کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔''

④ بیوی کی دینی تعلیم اور فرائض دینیہ سے واقفیت کے لیے مناسب انتظام کرنا

عورت کی تعلیم مَرد کے ذمہ ہے اور یہ عورت کا حق ہے۔ اہل علم نے کہا ہے کہ جب تک کوئی آدمی اپنی بیوی کی ضروری تعلیم کے لیے کوشاں رہتا ہے عورت پر علماء سے سوال کرنے کے لیے گھر سے باہر نکلنا ممنوع ہے۔ اسی طرح اگر مَرد علماء سے سوال پوچھنے میں عورت کی نیابت کرے اور خود علماء سے رابطہ کر کے بیوی کو مسائل سے آگاہ کر دے تو پھر بھی عورت کے لیے گھر سے نکلنا ممنوع ہے۔ اگر ایسا معاملہ نہ ہو تو پھر عورت دین کے بارے میں سوال کرنے کے لیے گھر سے باہر نکل سکتی ہے اور مَرد اگر اس کو منع کرے گا تو گناہ گار ہوگا۔ اور جب عورت شریعت کے بعض احکامات میں کوتاہی کرتی ہے اور مَرد اس کے لیے مناسب تعلیم کا بندوبست نہیں کرتا تو وہ گناہ گار ہوگا' کیونکہ احکامِ دینیہ' جن کا تعلق عقائد و عبادات اور معاملات سے ہے' ان کا سیکھنا ہر بالغ مَرد و عورت پر فرض ہے۔

میں تو یہ کہتا ہوں کہ شوہر کے لیے ضروری ہے کہ اپنی بیوی کی دینی تعلیم کے معاملے میں بھی ایسی ہی حرص کا مظاہرہ کرے جیسا کہ اس کے کھانے اور کپڑوں کے معاملہ میں مَرد حضرات حساس ہوتے ہیں' کیونکہ ایسی ضرورت جس سے عورت کی آخرت سنور جائے' اس ضرورت سے کئی گنا بہتر ہے جس سے اس کا صرف پیٹ بھرا جا سکتا ہے۔ جیسا کہ ارشادِ باری

تعالیٰ ہے:

﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَکُمْ وَاَھْلِیْکُمْ نَارًا﴾

''اے اہل ایمان! اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو آگ سے بچاؤ''۔

یہ آیت اس بات کی دلیل ہے کہ شوہر بیوی کی تعلیم کا ذمہ دار ہے۔ شوہر اپنی بیوی کو اہل سنت کے عقائد کی تعلیم دے اور ہر اُس بدعت کو جو کہ اس کے دل میں اتر گئی ہو' زائل کرے۔ اس کو وضو' طہارت' غسل' حیض' نفاس' استحاضہ' نماز اور روزہ کے متعلق احکامات کی تعلیم دے۔ علم کے بغیر عبادت کرنا ایسا ہی ہے جیسا کہ پانی کے اوپر لکھنا۔ حضرت سہل تُستریؒ فرماتے ہیں:

''اللہ کی نافرمانیوں میں سب سے بڑی نافرمانی جہالت ہے''۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کے اس قول ﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَکُمْ وَاَھْلِیْکُمْ نَارًا﴾ کی تفسیر یوں کرتے ہیں:

اَدِّبُوْھُمْ وَعَلِّمُوْھُمْ ''اُن کو ادب سکھاؤ اور اُن کو تعلیم دو''۔

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ اس آیت کی یہ تفسیر کرتے ہیں کہ:

''تم اُن (اپنے اہل وعیال) کو اللہ کی اطاعت کا حکم دو' ان کو نافرمانی سے روکو' ان پر اللہ کا حکم قائم کرو' ان کو اللہ کا حکم سناؤ اور شریعت پر چلنے کے معاملے میں ان کی مدد کرو۔ جب تم کوئی نافرمانی دیکھو تو اُن کو ڈانٹ ڈپٹ کرو''۔

اور اچھی بات تو یہ ہے کہ عورت کی دینی تعلیم میں اخلاقیات اور تاریخ کا بھی مطالعہ ہونا چاہیے۔ خاص طور پر سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اُمہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کے حالاتِ زندگی کا' تاکہ وہ اپنی ذات کا تزکیہ کر سکے' اس کی عقل میں وسعت پیدا ہو' اس کے اندر فضائل کی محبت اور مکارمِ اخلاق رچ بس جائیں' وہ اپنے خاوند کے ساتھ خوش ہو اور اُس کا خاوند اُس کے ساتھ خوش ہو اور اپنی زندگی کو خوشی خوشی گزارے۔

جہاں تک لکھنے پڑھنے' بعض ضروری علوم اور گھر کے کام کاج کی تعلیم کی بات ہے تو یہ عورت کی ابتدائی تربیت میں شامل ہونا چاہیے' تاکہ بعد میں عورت کو اس بنیادی تعلیم کے حصول پر ابھارنے اور شوق دلانے کی ضرورت نہ رہے۔

⑤ عورت کے رازوں کو فاش نہ کرنا

مَرد کے لیے قطعاً جائز نہیں ہے کہ اپنے اور بیوی کے مابین تعلقات کے بارے میں اپنے دوستوں کو آگاہ کرے۔ یہ عورت کی عزت کی حفاظت کے لیے ضروری ہے اور اس کے

ساتھ وفا کا تقاضا بھی ہے کہ شوہر میاں بیوی کے مشترک معاملات کو نہ پھیلائے۔ اگر شوہر بیوی کی خفیہ باتوں کو افشا کرتا ہے تو یہ عہدِ زوجیت کے منافی ہوگا اور عورت کے ساتھ خیانت اور اسے تکلیف دینے کے مترادف ہوگا۔ اس طرح کی حرکات سے شوہر عورت کو اُس کے بلند مقام سے گرا دینے کا مرتکب ہوگا۔ ایسا رویہ اس کی بے مروّتی' بدمزاجی اور بداخلاقی کی دلیل ہوگا۔ بعد ازاں یہی وعدہ خلافی میاں بیوی کے درمیان اختلافات کی آگ بھڑکنے اور ضد و ہٹ دھرمی (اور عدم اعتماد) میں اضافے کا سبب بنتی ہے۔

شریعت میں بھی اس قبیح فعل کی حرمت اور اس کے فاعل کی مذمت وارد ہوئی ہے۔ امام مسلم اور ابوداؤد نے نقل کیا ہے کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں:

((اِنَّ مِنْ اَشَرِّ النَّاسِ عِنْدَ اللّٰہِ مَنْزِلَۃً یَوْمَ الْقِیَامَۃِ الرَّجُلَ یُفْضِیْ اِلٰی امْرَاَتِہٖ وَتُفْضِیْ اِلَیْہِ' ثُمَّ یَنْشُرُ سِرَّھَا)) (۳۱)

''بے شک لوگوں میں بدترین آدمی اللہ کے ہاں قیامت کے دن وہ شخص ہوگا جو اپنی بیوی سے خواہش پوری کرتا ہے اور اس کی بیوی اس سے خواہش پوری کرتی ہے' پھر وہ اپنی بیوی کے راز کو افشا کر دیتا ہے۔''

⑥ عورت کے معاملے میں غیرت کھانا اور اُس میں اعتدال کی روش

عورت کے معاملے میں مَرد کا غیرت مند ہونا اس کی عظمت کی علامت ہے۔ خود دار اور باوقار لوگ ایسی صفات سے متصف ہوتے ہیں۔ مَرد کے دل میں غیرت کا جذبہ اس کی مَردانگی کی دلیل ہے۔ مَرد کی سب سے بڑی خامی اگر کوئی ہو سکتی ہے تو وہ یہ ہے کہ وہ اپنی بیوی کے معاملے میں غیرت مند نہ ہو۔ اسی طرح مَرد کی سب سے اہم صفت جو کہ اس کی عزت وحمیت سے متعلق ہے' وہ عورت کے معاملے میں اس کا غیرت مند ہونا اور اس کی حفاظت کی ذمہ داری اٹھانا ہے۔

دینِ اسلام اس لیے آیا ہے کہ مکارمِ اخلاق کو مکمل کرے اور اخلاق کی تکمیل میں یہ بات بھی شامل ہے کہ اس ذمہ داری کو اچھی طرح سے نبھایا جائے' تاکہ عورت ہر اُس چیز سے بچ سکے جو اُسے شک میں ڈال سکتی ہے۔ اسلام نے اجنبی مَرد و عورت کے اختلاط کو اس لیے منع کیا ہے تاکہ عورت کو تہمت اور شکوک وشبہات کا نشانہ بننے سے بچایا جا سکے۔ اسی طرح عورت کا بغیر ضرورت کے گھر سے باہر نکلنا اور میک اپ وغیرہ کر کے خوشبو لگا کر چلنا

بھی حرام ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے:

''تم حیا کیوں نہیں کرتے؟ تم غیرت کیوں نہیں کھاتے؟ کیا تم اپنی عورت کو اجازت دیتے ہو کہ وہ گھر سے باہر نکلے اور مرد اُس کو دیکھیں اور وہ مردوں کو دیکھے؟''

حافظ سمعانی نے ''الانساب'' میں موسیٰ بن اسحاق الخطمی پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ بہت فصیح اللسان، متقی، ثقہ اور کثیر السماع قاضی تھے۔ ابوعبداللہ بن موسیٰ کہتے ہیں کہ میں ایک دفعہ موسیٰ بن اسحاق کی مجلس میں حاضر ہوا جبکہ وہ ''رَے'' کے قاضی تھے۔ ایک عورت اُن کے سامنے پیش ہوئی جس کے ولی نے اس کے شوہر پر پانچ سو درہم حق مہر کا دعویٰ کیا۔ شوہر نے اس دعویٰ کا انکار کر دیا۔ قاضی نے گواہی مانگی۔ ولی نے کہا میں اُن گواہوں کو حاضر کر دیتا ہوں۔ قاضی نے ایک گواہ سے مطالبہ کیا کہ وہ اس عورت کو دیکھ کر بتائے کہ کیا یہ وہی عورت ہے جس کے بارے میں وہ گواہی دے رہا ہے۔ وہ گواہ کھڑا ہو گیا۔ عورت سے کہا گیا تو بھی کھڑی ہو جا۔ اُس وقت شوہر نے کہا تم کیا کرنا چاہتے ہو؟ تو وکیل نے کہا یہ گواہ تمہاری بیوی کے چہرے کو دیکھے گا تاکہ وہ اس کو پہچان سکے۔ اِس پر شوہر نے اسی وقت کہا کہ میں قاضی کے سامنے اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اس عورت کا اتنا حق مہر میرے ذمہ ہے' تم اس کے چہرے کو نہ کھولو۔ عورت کو واپس بھیج دیا گیا اور جو اُس کے شوہر نے کہا تھا اس کی خبر اسے دی گئی تو اس نے کہا: ''میں گواہی دیتی ہوں کہ میں نے اس کو یہ حق مہر معاف کر دیا اور میں دنیا و آخرت میں اپنے اس حق سے دست بردار ہوتی ہوں''۔ تو قاضی نے کہا: ''یہ مکارمِ اخلاق میں سے ہے''۔ ان قاضی صاحب کی ولادت ۲۱۰ھ میں ہوئی اور انہوں نے اہواز میں ۲۹۷ھ میں وفات پائی۔

لیکن ایک مسلمان کے لیے لازم ہے کہ وہ ایسی جگہ غیرت کا مظاہرہ کرے جہاں واقعتاً غیرت کی ضرورت ہو اور خواہ مخواہ ظن وتخمین سے کام نہ لے اور باطنی امور کو تجسس کے ذریعہ نہ کھولے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے اس بات سے منع کیا ہے کہ کوئی مرد رات کو اپنی بیوی کے پاس آئے اور اس پر خواہ مخواہ تہمت اور الزام لگائے۔

ابوداؤد' نسائی اور ابن حبان نے جابر بن عتیک رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے:

((مِنَ الْغَيْرَةِ مَا يُحِبُّ اللّٰهُ وَمِنْهَا مَا يُبْغِضُ اللّٰهُ ' فَاَمَّا الَّتِیْ يُحِبُّهَا اللّٰهُ فَالْغَيْرَةُ فِی الرِّيْبَةِ' وَاَمَّا الْغَيْرَةُ الَّتِیْ يُبْغِضُهَا اللّٰهُ فَالْغَيْرَةُ فِیْ غَيْرِ

رِيْبَةٍ))(۳۲)

''ایک غیرت ایسی ہوتی ہے جسے اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے اور ایک غیرت ایسی ہوتی ہے جسے اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا۔ پس جس غیرت کو اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے وہ شکوک و شبہات کی جگہ غیرت کھانا ہے اور جس غیرت کو اللہ تعالیٰ ناپسند کرتا ہے وہ شکوک و شبہات کے علاوہ غیرت کھانا ہے۔''

⑦ عورت کے ساتھ حسن سلوک کرنا

اللہ تعالیٰ نے روزمرہ زندگی میں عورت کے ساتھ حسنِ سلوک کا حکم دیا ہے۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ج﴾ (النساء:۱۹)

''اور اُن کے ساتھ معروف طریقے سے (حسن سلوک کے ساتھ) زندگی گزارو۔''

حسنِ خُلق تمام صفاتِ کمال کو شامل ہے اور جو کوئی حسنِ اخلاق کو اختیار کر لیتا ہے وہ سعادت اور خوش بختی کو پالیتا ہے اور سکون کی زندگی بسر کرتا ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ حسنِ خلق اور پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک گھروں کو آباد کرتے ہیں۔ مَرد کا عورت کے ساتھ حسن سلوک کا معاملہ کرنے کا فائدہ یہ ہے کہ وہ عورت کے ساتھ زبان کے استعمال میں لغزش سے بچ سکے گا۔ بہت سے جملے ایسے ہوتے ہیں جو کہ بات بڑھانے کا سبب بنتے ہیں اور اکثر اوقات زبان انسان کی آزمائش کا سبب بنتی ہے۔ اور بہت سارے سر زبان کی وجہ سے تن سے جدا ہو جاتے ہیں۔ عورتوں کے حقوق کی تعظیم کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے مَردوں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا ہے:

﴿وَاَخَذْنَ مِنكُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا﴾ (النساء:۲۱)

''اور وہ تم سے پختہ وعدہ لے چکی ہیں''۔

رسول اللہ ﷺ نے اپنی آخری وصیت میں تین باتوں کی تاکید فرمائی۔ اِن باتوں کی نصیحت کرتے ہوئے آپؐ کی زبان لڑکھڑانے لگی اور آپؐ کی آواز پست ہوگئی۔ آپؐ کہہ رہے تھے:

((اَلصَّلَاةَ! اَلصَّلَاةَ! اِتَّقُوا اللّٰهَ فِيْمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ))(۳۳)

''نماز' نماز! اور جو تمہاری ملکیت میں ہیں (یعنی غلام اور بیویاں) اُن کے بارے میں اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔''

صحیح بخاری وصحیح مسلم کی روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اِسْتَوْصُوْا بِالنِّسَاءِ' فَاِنَّ الْمَرْاَةَ خُلِقَتْ مِنْ ضِلَعٍ' وَاِنَّ اَعْوَجَ شَیْءٍ فِی الضِّلَعِ اَعْلَاهُ' فَاِنْ ذَهَبْتَ تُقِیْمُهٗ كَسَرْتَهٗ' وَاِنْ تَرَكْتَهٗ لَمْ یَزَلْ اَعْوَجَ فَاسْتَوْصُوْا بِالنِّسَاءِ))(۳۴)

''عورتوں کے بارے میں مجھ سے وصیت حاصل کرلو۔ بے شک عورت کو پسلی سے پیدا کیا گیا ہے اور پسلی میں سب سے ٹیڑھی اوپر والی پسلی ہوتی ہے۔ اگر تم اس کو سیدھا کرنا چاہو گے تو اُس کو توڑ دو گے اور اگر اُس کو اُس کے حال پر چھوڑ دو گے تو وہ ہمیشہ ٹیڑھی رہے گی' پس عورت کے بارے میں وصیت حاصل کرلو۔''

⑧ عورت کی بدمزاجی اور برے اخلاق کو برداشت کرنا

شوہر کے لیے ضروری ہے کہ وہ بیوی پر شفقت ورحم کرتے ہوئے اس کی غفلتوں سے چشم پوشی اختیار کرے۔ اللہ تعالیٰ نے بیوی کے ساتھ حسن سلوک کو والدین کے ساتھ حسن سلوک سے تشبیہ دی ہے۔ جیسا کہ والدین کے بارے میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَصَاحِبْهُمَا فِی الدُّنْیَا مَعْرُوْفًا﴾ (لقمان:۱۵)

''اور اُن دونوں سے دنیا کے معاملہ میں بھلائی کر۔''

اسی طرح بیویوں کے بارے میں حکم دیا کہ:

﴿وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ﴾ (النساء:۱۹)

''اور ان کے ساتھ بھلے طریقے سے زندگی بسر کرو۔''

عورت کے غصے کو برداشت کرنا اللہ کے رسول ﷺ کے اخلاقِ عالیہ میں سے ہے۔ آپ ﷺ اپنی بعض بیویوں کی طرف سے پہنچنے والی زبانی اذیت کو برداشت کرتے تھے۔ امام مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں:

مَا رَاَیْتُ اَحَدًا كَانَ اَرْحَمَ بِالْعِیَالِ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ (۳۵)

''میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے زیادہ اپنے اہل وعیال کے لیے رحیم وشفیق کسی کو نہیں دیکھا۔''

میں تو کہتا ہوں کہ اگر عورت میں کچھ بُرے اخلاق ہوں جن کو خاوند ناپسند کرتا ہو تو اُس میں ایسے بہت سارے اچھے اخلاق بھی لازماً ہوں گے جن کو مَرد پسند کرتا ہے۔ خاوند کو چاہیے کہ وہ اُن اچھے اخلاق کو دیکھے اور برائی کے بدلے میں اچھے اخلاق کا مظاہرہ کرے۔ اسی

بارے میں آپ ﷺ کا قول ہے:

((لَا يَفْرَكْ مُؤْمِنٌ مُؤْمِنَةً إِنْ كَرِهَ مِنْهَا خُلُقًا رَضِيَ آخَرَ)) (۳۶)

''کوئی مؤمن مرد (اپنی) مؤمن عورت سے بغض نہ رکھے۔ اگر وہ اس کی کسی عادت کو ناپسند کرتا ہے تو کسی دوسری عادت کو پسند بھی تو کرتا ہے۔''

⑨ بیوی کے ساتھ ہنسی مذاق اور خوش طبعی کرنا

خوش طبعی سے عورتیں زندگی میں خوشگواری محسوس کرتی ہیں اور تر و تازہ رہتی ہیں۔ گھر کے کام کاج میں چستی و نشاط پیدا کرنے میں بھی خوش طبعی اہم کردار ادا کرتی ہے۔ ہمارے آقا رسول اللہ ﷺ اپنی بیویوں سے ہنسی مذاق فرمایا کرتے تھے۔ آپ ﷺ ان کے ساتھ ان کی ذہنی سطح کے مطابق گفتگو فرماتے۔ اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ ؓ سے دوڑ بھی لگاتے۔ ایک دفعہ وہ آپ ﷺ سے آگے بڑھ گئیں' اور کبھی آپ ﷺ بھی اُن سے آگے بڑھ جاتے۔ آپ ﷺ نے اسی پر ایک دن فرمایا:

((هٰذِهِ بِتِلْكَ السَّبْقَةِ)) (۳۷)

''یہ (جیتنا) تمہارے اُس جیتنے کے بدلے میں ہے۔''

امام ترمذی نے حضرت ابو ہریرہ ؓ سے نقل کیا ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((اَكْمَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ اِيْمَانًا اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا 'وَخِيَارُكُمْ خِيَارُكُمْ لِنِسَائِهِمْ خُلُقًا)) (۳۸)

''اہل ایمان میں کامل ترین ایمان والے وہ ہیں جن کے اخلاق بہترین ہیں' اور تم میں سے سب سے بہتر وہ ہیں جو اپنی بیویوں کے حق میں اخلاق کے معاملے میں بہتر ہیں۔''

شوہر کو چاہیے کہ بیوی کے ساتھ خوش طبعی میں اچھی نیت رکھے اور اس کے ساتھ خوش طبعی میں اس حد تک نہ نکل جائے کہ اس کے اخلاق کو بگاڑ دے اور اسے جری بنا دے۔ ہر معاملے میں میانہ روی اختیار کرنا قابل تعریف خصلت ہے۔ شوہر کے لیے لازم ہے کہ عورت کی موافقت و مخالفت میں حق بات کو ترک نہ کرے' کیونکہ زمین و آسمان اور ان میں موجود ہر شے کا قیام بھی عدل پر منحصر ہے۔

⑩ تعدّدِ ازواج کی صورت میں عدل سے کام لینا

جب کسی آدمی کی ایک سے زائد بیویاں ہوں تو اُس کے ذمہ ہے کہ ان کے درمیان

شریعت کے احکام کے مطابق عدل کرے۔ عجیب ترین بات یہ ہے کہ بعض لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ تعدّدِ ازواج اسلام میں بغیر کسی شرط و نظام کے مباح ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ تعدّدِ ازواج مَردوں کے علاوہ عورتوں کے لیے بھی فائدہ مند ہے' کیونکہ بعض اوقات جنگ کے حالات میں مَردوں کی تعداد بہت کم ہو جاتی ہے' عورتیں بوڑھی ہو جاتی ہیں اور انہیں اپنی خواہش پوری کرنے کے لیے کوئی مَرد میسر نہیں آتا۔ اسی طرح بعض عورتیں بانجھ ہوتی ہیں' جبکہ شوہر کو اولاد کی خواہش ہوتی ہے' بعض عورتیں ہم بستری کے لائق نہیں ہوتیں' یا اُن کو مختلف قسم کے پیچیدہ امراض ہوتے ہیں یا وہ جنسی افعال سے گھبراتی اور دور بھاگتی ہیں' جبکہ شوہر اپنی جنسی خواہش پوری کرنے کی ضرورت محسوس کرتا ہے۔ ایسے حالات میں دوسری شادی مَرد کے علاوہ عورت کے لیے بھی آسودگی کا باعث ہوتی ہے۔

اسلام نے تعدّدِ ازواج کی اجازت دی ہے اور اس کے ساتھ کچھ شرائط بھی مقرر کی ہیں جن سب کا مرکز و محور عدل ہے۔ ان شرائط کا مقصد عورت کو راحت پہنچانا یا اس سے تکلیف کو دور کرنا ہے۔

علماء نے اس بات کی صراحت کی ہے کہ جس شخص کو عورتوں کے درمیان تقسیم اور نشوز (عورت کا خاوند کی اطاعت نہ کرنا) کے احکامات معلوم نہ ہوں اس کے لیے تعدّدِ ازواج حرام ہے۔ اور جو کوئی ان احکامات کا علم حاصل کیے بغیر ایک سے زیادہ شادیاں کرتا ہے دنیا میں بھی عتاب کا شکار رہتا ہے اور آخرت میں بھی ظالموں میں سے اٹھایا جائے گا۔

شوہر پر لازم ہے کہ اپنی عورتوں کے ساتھ کھانے پینے' کپڑوں' رہائش اور وقت کے معاملے میں احسان کی روش اختیار کرے۔ اُن سب کو ایک گھر میں اکٹھا کرنا ان کی رضامندی کے بغیر حرام ہے۔ اور جس کی باری ہو اُس کو چھوڑ کر بلاضرورت کسی دوسری بیوی کے پاس جانا بھی حرام ہے۔ جب کہیں سفر کے لیے نکلے تو اُن کے درمیان قرعہ اندازی کرلے اور ایک کو اپنے ساتھ لے لے۔ رسول اللہ ﷺ اسی طرح کیا کرتے تھے۔ اگر ایک رات کسی عورت کی حق تلفی کی ہو تو اُس کی قضا ادا کرے' کیونکہ اس کی قضا اس پر واجب ہے۔

آپ ﷺ کا قولِ مبارک ہے:

((مَنْ كَانَتْ لَهُ امْرَاَتَانِ ، فَمَالَ اِلٰى اِحْدَاهُمَا ، جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَشِقُّهٗ مَائِلٌ)) (۳۹)

''جس شخص کی دو بیویاں ہوں اور وہ ان میں سے ایک کی طرف زیادہ جھک جائے

تو قیامت کے دن وہ اس حال میں آئے گا کہ اس کا ایک پہلو جھکا ہوا ہوگا۔"

امام مسلمؒ نے یہ حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اِنَّ الْمُقْسِطِیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ عَلٰی مَنَابِرَ مِنْ نُوْرٍ عَنْ یَمِیْنِ الرَّحْمٰنِ عَزَّوَجَلَّ ـــــ وَکِلْتَا یَدَیْہِ یَمِیْنٌ ـــــ الَّذِیْنَ یَعْدِلُوْنَ فِیْ حُکْمِھِمْ وَاَھْلِیْھِمْ وَمَا وَلُوْا))(۴۰)

"بے شک اللہ کے نزدیک انصاف کرنے والے قیامت کے دن رحمٰن کی دائیں جانب نور کے منبروں پر ہوں گے' اور رحمٰن کے دونوں ہاتھ دائیں ہیں' یہ وہ لوگ ہیں جو کہ اپنے فیصلوں میں' اہل وعیال کے بارے میں اور جن کے وہ نگران بنائے گئے ہوں اُن کے معاملے میں عدل سے کام لیتے ہیں۔"

صحیحین میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

لَمَّا ثَقُلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ وَاشْتَدَّ بِہٖ وَجَعُہٗ اسْتَاْذَنَ اَزْوَاجَہٗ اَنْ یُمَرَّضَ فِیْ بَیْتِیْ فَاَذِنَّ لَہٗ (۴۱)

"جب (آخری ایام میں) رسول اللہ ﷺ کا جسم بیماری کی وجہ سے بوجھل ہو گیا اور آپ ﷺ کی تکلیف شدت اختیار کر گئی تو آپ ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے میرے گھر میں بیماری کے ایام گزارنے کی اجازت مانگی تو انہوں نے اجازت دے دی۔"

اسی طرح ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿فَاِنْ خِفْتُمْ اَنْ لَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَۃً﴾ (النساء:۳)

"پھر اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ اُن کے درمیان عدل نہ کرسکو گے تو ایک (بیوی) ہی کافی ہے۔"

یہ آیت ان لوگوں کے ردّ کے لیے کافی ہے جو کہ مطلقاً تعدّدِ ازواج کو مباح سمجھتے ہیں۔ دوسری طرف یہ بات بھی مشاہدے میں آئی ہے کہ اگر تعدّدِ ازواج کی اجازت نہ ہوتی تو نہ جانے کتنی عورتیں ساری زندگی کے لیے گھر میں اکیلی بیٹھی رہتیں اور اُن کے شرعی نکاح کی نوبت نہ آتی۔ اس طرح اُن کی نسل کا سلسلہ بھی رک جاتا اور فتنہ وفساد کے ایسے دروازے ان کے لیے کھل جاتے جن میں معاشرے کا بگاڑ ہے۔ پس ایک ایسی اُمت جو کہ اپنی نسل کو بڑھانا چاہتی ہو اور اپنے مَردوں کی تعداد میں اضافہ چاہتی ہو' جو پاکیزگی وعفت کی علمبردار ہو اور رقص وسرود اور بے حیائی کے دروازوں کو بند کرنا چاہتی ہو' اس پر لازم ہے کہ تعدّدِ ازواج کی

تائید کرے اور اس کے فوائد کو لوگوں میں عام بیان کرے۔ جن لوگوں نے تعدّدِ ازواج سے منع کیا انہوں نے عورتوں کے لیے زنا و بدکاری کے دروازے کھول دیے' جس سے رقص و سرود اور بے حیائی کی محفلوں میں اضافہ ہوا' عورت اپنے آپ کو مطلق آزاد سمجھنے لگی' عورتوں میں آتشک اور سوزاک جیسے جنسی امراض پیدا ہونے لگے۔ ان کی تعداد کم ہوگئی' بے حیائی عام ہوگئی اور ان کی آئندہ آنے والی نسلیں بیمار پیدا ہونے لگیں۔ ان تمام تر برائیوں سے خلاصی کی ایک ہی صورت ہے' اور وہ یہ کہ تعدّدِ ازواج سے متعلق اسلام کی منشا کی طرف رجوع کیا جائے۔

حواشی

۲۰) سنن الترمذی' کتاب الجهاد' باب ما جاء فی الامام (حدیث کا ابتدائی حصہ)۔
وصحیح ابن حبان' ح ٤٤٧٥

۲۱) سنن ابی داوٗد' کتاب الزکاۃ' باب فی صلة الرحم۔ ومسند احمد' ح ٦٤٥٩۔

۲۲) سنن الترمذی' کتاب الرضاع' باب ما جاء فی حق المرأة علی زوجها۔ وسنن ابن ماجه' کتاب النکاح' باب حق المرأة علی الزوج۔

۲۳) حواله سابقه

۲٤) سنن ابی داوٗد' کتاب النکاح' باب فی حق المرأة علی زوجها۔

۲۵) صحیح البخاری' کتاب البیوع' باب من اجری امر الانصار...... وصحیح مسلم' کتاب الاقضیة' باب قضیة هند۔

۲٦) سنن ابی داوٗد' کتاب الاطعمة' باب فی الاجتماع علی الطعام۔ وسنن ابن ماجه' کتاب الاطعمة' باب الاجتماع علی الطعام۔

۲۷) صحیح البخاری' کتاب الایمان' باب ما جاء ان الاعمال بالنیة...... وصحیح مسلم' کتاب الزکاۃ' باب فضل النفقة والصدقة علی الاقربین والزوج والاولاد۔

۲۸) صحیح مسلم' کتاب الزکاۃ' باب فضل النفقة علی العیال والمملوك۔

۲۹) مسند احمد' ح ١٤٠٣٢ ۔وسنن الدارمی' کتاب الرقاق' باب فی اکل السحت

۳۰) صحیح البخاری' کتاب الجمعة' باب الجمعة فی القری والمدن۔ وصحیح مسلم' کتاب الامارۃ' باب فضیلة الامام العادل......

۳۱) صحیح مسلم' کتاب النکاح' باب تحریم افشاء سر المرأة۔

٣٢) سنن ابی داوٗد' کتاب الجهاد' باب فی الخیلاء فی الحرب۔ وسننْ النسائی'
کتاب الزکاۃ' باب الاختیال فی الصدقة۔

٣٣) سنن ابن ماجه' کتاب الوصایا' باب هل اوصی رسول اللهﷺ۔وسنن ابی داوٗد'
کتاب الادب' باب فی حق المملوك۔

٣٤) صحیح البخاری' کتاب احادیث الانبیاء' باب خلق آدم وذریته۔ وصحیح
مسلم' کتاب الرضاع' باب الوصیة بالنساء۔

٣٥) صحیح مسلم' کتاب الفضائل' باب رحمته الصبیان والعیال وتواضعه وفضل
ذلك۔ ومسند احمد' ح ١١٦٩٢۔

٣٦) صحیح مسلم' کتاب الرضاع' باب الوصیة بالنساء۔

٣٧) سنن ابی داوٗد' کتاب الجهاد' باب فی السبق علی الرجل۔

٣٨) سنن الترمذی' کتاب الرضاع' باب ما جاء فی حق المرأة علی زوجها۔ ومسند
احمد' ح ٩٧٥٦۔

٣٩) سنن ابی داوٗد' کتاب النکاح' باب فی القسم بین النساء۔ وسنن الدارمی' کتاب
النکاح' باب فی العدل بین النساء۔

٤٠) صحیح مسلم' کتاب الامارۃ' باب فضیلة الامام العادل ......وسنن النسائی'
کتاب آداب القضاۃ' باب فضل الحاکم العادل فی حکمه۔

٤١) صحیح البخاری' کتاب المغازی' باب مرض النبی ووفاته۔ وصحیح مسلم'
کتاب الصلاۃ' باب استخلاف الامام اذا عرض له عذر من مرض وسفر۔

دعوت رجوع الی القرآن کی اساسی دستاویز

ڈاکٹر اسرار احمد کی مقبول عام تالیف

مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق

اشاعت خاص:20روپے اشاعت عام:12روپے